TQ Lesson 50 Surah Al-Imran 186-200 Tafseer

آیت186:

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ

ترجمہ:
مسلمانوں! تمہیں مال اور جان دونوں کی آزمائشیں پیش آ کر رہیں گی، اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے اگر ان سب حالات میں تم صبر اور خدا ترسی کی روش پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ مسلمانوں تمہیں مال اور جان دونوں کی آزمائشیں پیش آ کر رہیں گی **وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا** اور تم اہلِ کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے
اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ایک خاص واقعہ کے پس منظر میں نازل ہوئی
واقعہ نزول:
قرآن مجید میں جب یہ آیت مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا نازل ہوئی کہ صدقہ کیا جائے تو اس وقت جاہل یہودی نے اس کو سن کر کہا کہ **اِنَّ اللّٰہَ فَقِیۡرٌ وَّ نَحۡنُ اَغۡنِیَا** تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تَعَالٰی عنہ کو اس کی گستاخی پر غصہ آیا اور یہودی کے ایک طمانچہ رسید کیا ' یہودی نے رسول ﷺ سے شکایت کی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مسلمانوں تمہیں مال اور جان دونوں کی تکلیفیں پیش آ کر رہیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ تم اہلِ کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے اس کا مطلب ہے کہ کفار ہیں ، مشرکین ہیں، اہلِ کتاب ہیں، تو ان کی زبانیں بہت سی ایسی باتیں کریں گی جس سے تکلیف ہوگی کبھی اللہ کے بارے میں، کبھی رسول ﷺ کے بارے میں، کبھی صحابہ کے اور کبھی دینِ اسلام کے بارے میں تو ایسے میں جب تم یہ باتیں ان سے سنو گے تو یہ تمہاری آزمائش ہے اور اس کے علاوہ آزمائش کے بارے میں ہمیں یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ کہتے ہیں
واقعہ دوم : بھی پیش آیا تھا کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابیٔ نے ابھی اسلام کا اظہار نہیں کیا تھا اور جنگِ بدر بھی نہیں ہوئی تھی کہ رسول ﷺ حضر ت سعد بن عبادہ رضی اللہ تَعَالٰی عنہ کی عیادت کے لیے بنی حارث بن خزرج میں تشریف لے گئے راستے میں ایک مجلس میں مشرکین ، یہود اور عبداللہ بن ابیٔ بیٹھے ہوئے تھے آپ کی سواری سے جو مٹی اٹھی اس نے اس پر بھی ناگواری کا اظہار کیا آپ ﷺ نے انہیں ٹھر کر قبول اسلام کی دعوت دی اس پر عبداللہ بن ابیٔ نے گستاخانہ کلمات کہے وہاں مسلمان بھی تھے انہوں نے آپ ﷺ کی تعریف کی، قریب تھا کہ ان کے مابین جھگڑا پیدا ہو جاتا آپ ﷺ نے ان سب کو خاموش کرایا پھر آپ حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس پہنچے تو انہیں بھی یہ واقعہ سنایا جس پر انہوں نے فرمایا کہ عبداللہ بن ابیٔ یہ باتیں اس لئے کرتا ہے کہ آپ ﷺ کے مدینہ آنے سے قبل یہاں کے باشندگان نے اس کی تاج پوشی کرنی تھی تاج تیار تھا بس جو اس کو پہنانا تھا آپ ﷺ کے آنے سے اس کی سرداری کا یہ حسین خواب ادھورا رہ گیا جس کا اسے سخت صدمہ ہے اور

اس کی یہ باتیں اس کے اسی بغض و عناد کا مظہر ہیں اس لئے آپﷺ اس سے درگزر سے کام لیں

روایت بخاری

تو اس واقعے سے بھی کیا پتہ چلتا ہے کہ کس طرح سے ان کے دلوں سے حسد ، کینہ اور بغض نکل نکل جاتا ہے تو یہاں پہ اللہ مسلمانوں کو تیار کر رہے ہیں مسلمانوں کو بتا رہے ہیں کہ اسلام کی راہ میں تمہیں مشکلات پیش آئیں گی اور تم آزمائے جاؤ گے

سورۃ البقرہ آیت 214

پھر تم لوگوں نے کیا سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی جنت کا داخلہ تمہیں مل جائے گا حالانکہ تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں ،ہلا مارے گئے ،یہاں تک کہ وقت کا رسولﷺ اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی اس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ **ان نصراللہ قریب** اللہ کی مدد قریب ہے ایمان اور آزمائش لازم اور ملزوم ہیں جہاں ایمان ہے وہیں آزمائش ہے وہیں پرکھ ہے وہیں جانچ ہے

مفہوم حدیث:

رسولﷺ سے جب پوچھا حضرت سعد رضی اللہ تَعَالی عنہ نے- یا رسولﷺ سب سے زیادہ سخت آزمائش کس شخص کی ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا انبیاء علیہ السلام کی پھر جو دین و ایمان میں ان سے زیادہ قریب ہوں اور پھر جو اس سے قریب ہو آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے پس جو شخص اپنے دین میں پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش سخت ہوتی ہے اور جو دین میں کمزور ہوتا ہے اس کی آزمائش ہلکی ہوتی ہے اور مضبوط دین والے کی آزمائش برابر ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ زمین میں اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر گناہ کا کوئی اثر بھی باقی نہیں رہتا سبحان اللہ

روایت مشکوۃ:

اہم بات یہاں پر بتائی جاری ہے کہ تاکید در تاکید کے مفہوم میں یقیناً ضرور بہ ضرور تم آزمائے جاؤگے ،اپنے مالوں کے بارے میں اور اپنی جانوں کے بارے میں، آپ دیکھیں 9/11 کے بعد مسلمان کتنے بری طرح آزمائے گئے کئی لوگوں کی جو شہریت تھی وہ آج تک ان کی نہیں ہوئی اس کی کوئ وجہ بھی نہیں تھی اسی طرح روزگار کا ختم ہو جانا لے پھر روزگارمیں ان کا آگے نہ آنا اور بھی انفرادی اور اجتماعی طور پر مسلمان مختلف آزمائشوں میں ہیں یعنی تب بھی تھے اور آج بھی ہیں اور ہر دور میں ہر ایک اپنے ایمان کے مطابق آزمایا جاتا ہے مالوں کے بارے میں بھی اور جانوں کے بارے میں بھی جیسے غزوۂ احد میں بھی مسلمانوں کو کتنا جانی نقصان ہوا تو اب لوگ کہیں کہ یہ کہاں سے آگیا یہ کیا ہوگیا یعنی ہم مسلمان ہیں تو ہمارے ساتھ اب ایسا کیوں ہو رہا ہے آج کے دور میں آج کا مسلمان یہ سمجھیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے تو ضرور آزمانا ہے تمہیں تمہاری جانوں کے بارے میں بھی اور مالوں کے بارے میں بھی اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنوگے پھر کرنا کیا ہے ایسے موقع پر جب اہل کتاب اور مشرکین باتیں کریں تو **وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ** اگر ان سب حالات میں تم صبر اور خدا ترسی کی روش پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلے کا کام ہے یہاں پر جو اصول دیا جا رہا ہے ،جو بات بتائ جا رہی ہےکہ جب وہ طعنے دیں، جب وہ الزامات لگائیں ، جب جھوٹا پروپیگنڈا کریں جب میڈیا وغیرہ میں آپ دیکھ لیں کہ کس چیز کو کیا بنا کر پیش کیا جاتا ہے افغانستان والوں کو دیکھ لیں یا اور بھی کہیں بھی کچھ بھی ہوتا ہے تو سر فہرست مسلمانوں کا نام آ جاتا ہے تو اس دور میں بھی ایسے ہی حالات ہیں اور مسلمانوں کو جو تکلیفیں پہنچ رہی تھی ان کی فہرست بڑی طویل ہے اور کتاب و سنت میں جگہ جگہ ہمیں اس کا ذکر ملتا ہے۔تو مسلمانوں کو کیوں یہ کہا جا رہا ہے؟ ان کو ذہنی طور پر تیار کیا جا رہا ہےکہ

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ابھی تو ابتدا ہے ابھی تو جو ابھی حالات گزر رہے ہیں یعنی یہ حالات ابھی چلتے رہیں گے

یہ قدم قدم بلائیں یہ سوادِ کوئے جاناں
وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری

عشق بڑھتا رہا سوئے دارو رسن
زخم کھاتا ہوا مسکراتا ہوا

راستہ روکتے روکتے تھک گئے زندگی کے بدلتے ہوئے زاویے

تو یہی وہ باتیں ہیں جس نے پہلا عمل کا اصول یہ بتایا کہ تم صبر کرنا

مفہوم حدیث:
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالى اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں
روایت بخاری ،مسلم

صبر اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالى کو اتنا پسند ہے کہ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالى یہ اعلان کرتے ہیں
فرمان الہی:
کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبر کرو اور تمہارا یہ صبر اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالى کی توفیق سے ہے کہ کیا کرنا چاہئے صبر کرنا چاہئے اور جو لوگ صبر کریں گے اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالى ان کو بغیر حساب کے دے گا ویسے تو یہ ہے کہ انسان جب نیکی کرتا ہے تو نیکیوں کے مطابق اس کو بدلا دیتا ہے لیکن صبر ایسی دولت ہے ایسی نعمت ہے کہ جو لوگ اپنی زندگی میں صبر کرتے ہیں تو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالى ان کو بغیر حساب کے دے گے ان کا اجر ان کے درجے بغیر حساب کے بلند کیئے جائیں گے تو اپنے دل ناداں کو بھی یہ بات سمجھانی چاہئے کہ

سنبھلنے دے مجھے اے نا امیدی کیا قیامت ہے
کہ دامانِ خیالِ یار چھو ٹا جا ئے ہے مجھ سے

یعنی اللہ کی رحمت کا جو خیال ہے اس سے میں کیوں نکل نکل جاتی ہوں حالات کی تنگی میں میں کیوں پریشان ہو جاتی ہوں مجھے سنبھلنا ہے ، ہمیں صبر کرنا ہے اور اس کے ساتھ ہی دوسری اہم چیز کیا ہے کہ تقوی اختیار کرنا تقوی کیا ہے، صبر کیا ہے
تعریف تقوی: آمَنْتُ بِاللّٰہ ثُمَّ اسْتَقِم ایمان لانا اور پھر اس پر ڈٹ جانا پھر اس پر ثابت قدم رہنا

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ (

ترجمہ:

اِن اہل کتاب کو وہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ نے ان سے لیا تھا کہ تمہیں کتاب کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلانا ہوگا، انہیں پوشیدہ رکھنا نہیں ہوگا مگر انہوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر اُسے بیچ ڈالا کتنا برا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ ان اہل کتاب کو وہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ نے ان سے لیا تھا**مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ** جو اہل کتاب سے میثاق لیا تھا کیسے لیا تھا؟ پیغمبروں کے ذریعے لیا تھا اور آپ کو وہ میثاق بھی یاد ہےجو کوہ طور کو ان پر اٹھا کرلیا گیا تھا تو یہ سارے اس سے مراد ہیں وہ میثا ق کیا تھا **لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ** کہ کتاب کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلاؤ گے

تمہیں کتاب کی تعلیمات لوگوں میں پھیلانی ہوں گی اور **وَلَا تَكْتُمُونَهُ** انہیں پوشیدہ نہ رکھنا ہوگا تو یہ عہد تھا جو کہ اہل کتاب سے لیا گیا تھا اب دیکھیں کہ

کہ اس کا **حوالہ تورات اور انجیل** میں بھی ملتا ہے اور کتاب الاستثناَ میں ہے کہ میری باتوں کو تم اپنے دل اور اپنی جان میں محفوظ رکھنا اور نشان کے طور پر ان کو اپنے ہاتھوں پر باندھنا اور تمہاری پیشانی پر وہ ٹیکوں کی مانند ہوں اور تم ان کو اپنے لڑکوں کو سکھانا اور تم گھر بیٹھے اور راہ چلتے اور لیٹتے اور اٹھتے بیٹھتے وقت انہی کا ذکر کیا کرنا اور تو ان کو اپنے گھر کی چوکھٹوں پر اور اپنے پھاٹکوں پر لکھا کرنا.

جو اللہ کی باتیں ہیں ان کو نمایاں جگہ پر رکھنا اولادوں کو بھی اس کی تربیت دینا

اسی طرح **انجیل** میں بھی بڑے خوبصورت انداز میں ہے کہ جو کچھ بھی تم سے میں اندھیرے میں کہتا ہوں اجالے میں کہو اور جو کچھ تم کان میں سنتے ہو کوٹھوں پر اس کی منادی کرو یعنی میں اندھیروں میں کہتا ہوں اجا لوں میں جا کر کرو، میں کان میں کہتا ہوں تم کوٹھوں میں چڑھ کر اس کی منادی کرو

تو کیا ہے اس کا مقصد کہ جو کتاب ہے اس کو پھیلاؤ اور انہوں نے کیا کیا تھا سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى نے تو کہا تھا کہ **وَلَا تَكْتُمُونَہ** کہ تم اس کو چھپانا نہ لیکن اہل کتاب نے کیا کیا کہ جو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى کا پیغام تھا اس کو چھپایا بار بار آپ نے یہ بات پڑھی ہے کہ وہ اس کو چھپاتے تھے، بتاتے نہیں تھے اور یہاں پر ہمیں یہ اصول بھی ملتا ہے کہ دین کو چھپانا نہیں چاہیے علمِ دین کو چھپانا حرام ہے علماء اہل کتاب کے دو جرائم کا یہاں پہ ذکر کیا جا رہا ہے ان میں سے پہلا جرم کیا تھا کہ انہوں نے اس کو چھپایا انہیں یہ کہا گیا تھا کہ تم چھپانا مت **فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ** پھر انہوں نے اس کتاب کو پس پشت ڈال دیا یعنی یہ ایک محاورہ ہے کہ **نَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ** پیٹھ کے پیچھے رکھ دینا مثلا آپ دیکھیں میرے سامنے سے کتنی کتابیں پھیلی ہوئی ہیں جس کو میں اہمیت دیتی ہوں یا آپ اہمیت دیتی ہیں اس کو سامنے رکھتی ہیں اور جس کو آپ نہیں پڑھنا چاہتیں اس کو جیسے پیچھے رکھ دینا اور بعض اوقات لوگ اس کو بند کر کے صندوقوں میں رکھ دیتے ہیں بعض اوقات جا کر اس کو ردی میں بیچ آتے ہیں پس پشت ڈال دیا یعنی ان پر توجہ ہی نہ کی، ان کو سوچا ہی نہیں کہ اس کو پڑھنا ہے یعنی دنیا کے فائدے، دنیا کا مال،یا دیکھیں

کہ بہت سے علم کی اہمیت ہےکچھ لوگ کہتے ہیں کہ مثلاً چائنیز کا بڑا رواج ہے تو چائینیز سیکھنے لگے،کچھ کہتے ہیں کہ اعلیٰ سوسائیٹی بیکنگ میں بہت توجہ دیتی ہے،کچھ کہتے ہیں کہ گارڈننگ اس میں پھول سجانا،گھر کی سجاوٹ اس کا بڑا رواج ہے اپنی بچیوں کو شادی سے پہلے باغ بانی ضرور سکھا دینی چاہئے ،کچھ کہتے ہیں ڈرائیو نگ بڑی اہم ہے نہیں تو وہ وہیں بند ہو کر رہ جائے گی، پھر سوئمنگ یہ چیزیں بہت ضروری ہیں جدید طبقہ میں جو چیزیں بڑی اہم ہیں اس کے بعد آپ دیکھیں تو گیمز ہیں اسکے بعد اس کی ٹیمیں ہیں ان سب میں انسان بہت آگے بڑھتا چلا جا تا ہے یہ سب بھی صحیح ہے یہ چیزیں بھی اہم ہیں لیکن اہم تر کیا ہے وہ دین کا علم ہے ،دین کے علم کو سیکھنا، اس کو سکھانا پھر اس کو پھیلانا **لَتُبَيِّنُنَّهُ** جواہل کتاب کے لئے ضروری تھا وہ مسلمانو ں کے لئے بھی ضروری تر ہے۔

مفہوم احادیث

1- رسول اللہﷺ سے ہمیں بہت سی ایسی احادیث ملتی ہیں جن سے یہ پیغام ملتا ہےکہ دین کا علم دوسروں کو بتایا جائے، اس کو پھیلایا جائے، اور ایسا علم جو علم نافع ہے جس سے عقائد کی اور اعمال کی اصلاح ہو سکے قیامت والے دن ایسے لوگوں کو آگ کی لگام پہنائ جائے گی جو دین کو دنیا کے فائدوں کی خا طر چھپا تے ہیں اور دین کو پھیلاتے نہیں ہیں ۔یہودیوں نے بھی کیا کیا تھا۔

2 - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے یہود سے ایک بات پوچھی کیا یہ تورات میں ہے انھوں نے چھپا لیا اور جو تورات میں تھا اس کے خلاف بیان کیا اور اپنے اس عمل بد پر خوش ہوئے اور واپس آئے کہ ہم نے خوب دھوکہ دیا کہتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئ کہ تم چھپاتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے تم سے یہ وعدہ لیا تھا کہ تم اس کو پھیلاؤگے پھر وہ کیا کرتے تھے**فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ** کئے علاوہ **وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا** اور تھوڑی قیمت پر اسے بیچتے تھےاور آج آپ دیکھیں کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ہیں کہ جن کو قرآن پڑھنا نہیں آتا اور کتنا ضروری ہے کہ ہمیں قرآن کی تلاوت آئے ہم اپنی نسلوں کو آگے اسے منتقل کریں اور پھر یہاں امریکہ اور کینیڈا میں رہ کراور زیادہ ضروری ہے گو کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اور بات کیا ہے کہ بہت سے لوگ اس کو یاد کریں اس کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کو حفظ کریں، بہت سے لوگ اس کو یاد کرتے ہیں لیکن ان کو اس کے معنی نہیں آتےاب جب معنی نہیں آتے تو پھر اس سے روشنی نہیں ہو سکتی معنی آئیں گے تو روشنی ہوگی اگر کوئی چراغ ہے اور چراغ کو پکڑے ہوئے ہےلیکن اس کے اوپر کپڑا ڈال دیں تو روشنی تو نہیں دے گا اندر تو روشنی ہےلیکن اوپر کپڑا ڈال دیا اب قرآن تو دلوں کے اندر ہے لیکن ایسا چراغ جو ڈھکا ہوا ہے اس کے معنی نہیں آتے اس کی تفسیر نہیں آتی اس کا جو نور ہے اس کا جو ضیاء ہےاس کے اثرات آگے تک نہیں جاتے۔

مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
اپنی خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

آج کے دور میں ہم ساری چیزیں اپنی بیٹیو ں کو بیٹوں کو سکھاتے ہیں ہم میں سے کتنے لوگ ہیں کتنی مائیں ہیں اپنے بچوں کو قرآن پڑھایا ہے پھر اس کے بعد اسکا ترجمہ سکھایا ہے تاکہ ان کو سمجھ آئے تو اچھا بیٹا بنے، کل کو اچھا شوہر بنے اور اچھا بھائی بنے ایک اچھا شہری بنے ،ہر روپ میں اس کا ایک اچھا کردار ہو ،اسی طرح بیٹیاں ان کو اچھی

تعلیم دینا قرآن کی، حدیث کی٫ ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے اور ہمیں ایسے اسکول کھولنے چاہئے ، ایسی کلاسز کھولنی چاہیے جس میں دین کی تعلیم عام ہو، پاکستان میں جو ایک اسلامی ملک ہے وہاں پر بھی جب بچہ ایم اے کر کے نکلتا ہے یا ہائی سکول پاس کرتا ہے قرآن کی تعلیم کا وہاں پر کوئی احتتام نہیں ہوتا کہ قرآن یا دین ان کو سمجھ آئے تو ایسے سکول بنانے چاہیں کہ شروع کلاس سے اگر نورانی قاعدہ اور پہلا پارہ اور پاروں کی تقسیم کر دی جائے تو چوتھی جماعت تک بچہ پورا قرآن پڑھ لے، پانچویں کے بعد سے ان کو اس کے معنی سکھانے چاہیے یہاں تک کہ وہ آٹھویں تک یا دسویں تک قرآن کے پورے ترجمے میں سے گزر جائے اور کیا کہا جاتا ہے کہ قرآن ہر شخص نہیں پڑھ سکتا یہ بھی تو چھپانا ہے، اگر ایسا ہوتا تو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالی کیوں کہتا ہے کہ **وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآ نَ لِلذِّكْرِ مِنْ مُّدَّكِرٍ** کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا ، ہمیں ایسے سکول بنانے چاہیے ایسے سکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کرنا چاہیے اور اس کو رواج دینا چاہیے اور جب بچہ قرآن، ناظرہ، پڑھنے لگ جائے تو پھر اسی پہ آمین اور خوشیاں منا کر فارغ ہو جاتے ہیں یہ کافی نہیں ہے وہیں سے تو بات شروع ہوتی ہے ابھی تو ابتدآ ہے اب وہاں سے ترجمہ شروع کر دیں ، اب قرآن اور روانی سے پڑھیں، آپ کو ایک ایسا سوال دیا تھا جب آپ کا پرچہ بنانا تھا تو آپ کو تیسرے پارے کو بار بار پڑھنے کے لیے کہا گیا تھا اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ اس میں سے گزریں اور قران کا ترجمہ بار بار پڑھیں تاکہ قرآن آپ کے اندر آئےآپ جتنا زیادہ اس کو پڑھیں گے اتنا زیادہ ہیرے ملتے ہیں موتی ملتے-سمندر کی گہرائی میں جب غوطہ زن غوطہ لگاتا ہے تو ہیرےملتے ہیں

قرآن میں ہو غو طٰہ زن اے مرد مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا جِدّتِ کردار

تو یہ کردار کی کمی صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم قرآن کا مطالعہ نہیں کرتے اور یہ بنی اسرائیل کے لوگوں کی کمزوری تھی ان کی خامی تھی اور ان کے کردار کی کمی تھی کہ انہوں نے پس پشت ڈالا اور دوسرا انہوں نے تھوڑی قیمت پر بیچا **فَبِسَ مَا يَشْتَرُونَ** کتنا برا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں اور امت مسلمہ کو بھی ضرور سوچنا چاہئے کہ آج وہ قرآن کے ساتھ کیا سلوک کر رہی ہے آج آپ دیکھیں طلاقوں کا رجحان کتنا زیادہ ہو گیا ہے کیوں؟ قرآن کا علم نہیں ہے کوئی سمجھتا سمجھاتا نہیں ہے بچے ماں باپ کی عزت کیوں نہیں کرتے پتہ ہی نہیں ہے کہ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالی کے بعد انسانوں میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہے بچے کو کھلونے، گاڑیاں دلوانا اور فلاں پارک میں لے جانا اور فلاں جھولے دلوانےمیں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں لیکن ان کو وہ نہیں دے رہے جو کہ دینا چاہیے اور وہ کیا تھا؟ دین دینا، تاکہ ان کو انسانیت سمجھ میں آئے

مت سہل اسے جانو پھرتا ہےفلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

دنیامیں لوگ بہت ہیں پر انسان کوئی کوئی ہے انسانیت بہت کم ہے اس لیے تو

مسائل جو ہمیں اپنے گھروں میں نظر آ رہے ہیں کوئی ظلم کر رہا ہے، کوئی زیادتی کر رہا ہے، کوئی جو گر رہا ہے اس کو اور گرا رہا ہے، جو مر رہا ہے اس کو مار رہا ہے گرتے کو تو اٹھانا چاہیئے

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

تو یہ کب کریں گے جب قرآن کی سمجھ ہوگی۔

188
لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

ترجمہ:
تم اُن لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھو جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں کی تعریف اُنہیں حاصل ہو جو فی الواقع انہوں نے نہیں کیئے ہیں حقیقت میں ان کے لیے درد ناک سزا تیار ہے۔
شان نزول:
کتنا برا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں تم لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں یہ جو اپنے کام کرتے ہیں اس پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں کی تعریف انہیں حاصل ہو جو فی الواقع انہوں نے کئے ہی نہیں ہیں حقیقت میں یہ ان کے لئے در ناک سزا ہے یہ سزا ملے گی کہتے ہیں کہ اس آیت کے شان نزول میں تین احادیث ہیں تینوں حدیثیں بخاری کی ہیں
1: مفہوم حدیث
حضرت ابن عباس رضی اللہ تَعَالی عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے یہود کو بلا بھیجا اور ان سے دین کی کوئی بات پوچھی انہوں نے حق چھپایا اور غلط بات بتائی پھر سمجھے کہ ہم نے کمال کیا اور آپ ﷺ کے نزدیک قابل تعریف ٹھرے یعنی آپ ﷺ کو بتایا بھی اور حق چھپایا بھی پھر یہ آیت پڑھی یعنی وہ کیا کہتے تھے ان کے کاموں کی تعریف کی جائے یعنی آیت کو چھپایا اور جو بتایا اس پر وہ تعریف چاہتے تھے اور بتایا وہ جو غلط تھا **روایت بخاری**
2: مفہوم حدیث
دوسری روایت کیا ہے کہ مروان نے اپنے دربان رافع کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تَعَالی عنہ کے پاس بھیجا کہ اس آیت کا مطلب پوچھ کے آؤ کیونکہ اس آیت کی روح سے ہر شخص عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے کیونکہ ہر شخص کو جو نعمت ملی یا جو وہ کرتا ہے اس پر خوش ہوتا ہے
یہاں پر بھی ہے کہ تم ان لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھو جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں کی تعریف انہیں حاصل ہو۔ جو فی الوقع انہوں نے نہیں کیئے تو حقیقت میں ان کے لئے دردناک سزا ہے تو انہوں نے کیا کہا یا وہ جو کچھ کرتا ہے اس پر خوش ہوتا ہے یا وہ یہ بھی چا ہتا ہے کہ نا کردہ کام پر بھی اس کی تعریف کی جاۓ چنانچہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے توحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مسلمانوں کا اس سے کیا تعلق پھر انہوں نے اس سے پہلی آیت ساتھ ملا کرپڑھی اور فرمایا کہ یہ ان یہودیوں کے حق میں ہیں جنہیں آپ ﷺ نے بلاکر ان سے جب کوئی بات پوچھی تو انہوں نے حق بات کو چھپائی اور غلط بات بتلائی پھر یہ سمجھے کہ ان کے نزدیک قابل تعریف ہے پیارےرسول ﷺ ان کی تعریف کریں **روایت بخاری**

3: مفھوم حدیث

واقعہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تَعَالی عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے زمانے میں چند ایسے منافق تھے کہ جب آپﷺ جہاد پر جاتے تو پیچھے رہ جاتے اور خوش ہوتے پھر جب آپﷺ واپس آتے تو قسمیں کھا کر طرح طرح کے بہانے بناتے اور یہ بات انہیں اچھی لگتی تھی کہ ان کے ناکردہ کاموں پر ان کی تعریف ہو انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئ **روایت بخاری**

اس آیت سے اور ان احادیث سے ہمیں کیا باتیں پتہ چلتی ہیں

پہلی بات کہ جب بھی عمل کا موقع آتا تھا تو منافق معذرت کیا کرتے تھے وہ یہ کہتے تھے کہ ہم نہیں جا سکتے جنگ ہوگی نہیں یہ مشکل ہے ہمارا یہ مسئلہ ہے پھر آپ دیکھیں کہ اگر آپ گیارویں پارے کے آغاز کو پڑھیں غزوۂ تبوک کا ذکر ہے تو وہاں پہ بھی منافقوں کا ذکر کیا گیا ہے اور کیااللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالی نے فرمایا کہ جب آپ ﷺ **جنگ** سے واپس آئیں گے تو یہ کیا کریں گے

دوسری بات

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ یہ تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تو آپ کہ دیجئے **قُل لَّا تَعْتَذِرُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكُمْ**

کہہ دیجئیے کہ عذرمت پیش کرو ہم تمہاری کسی بات پر یقین نہیں رکھتے کیوں کہ اللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالی ہم کو تمہاری خبر دے چکا ہے ٹھیک ہے پھر

تیسری بات کیا کہ جو کام نہیں بھی کیا اس پر ان کو شاباش ملے آپ دیکھیں گھر میں بھی ماں باپ ہیں آپ اور بچے ہیں آپ کے ساتھ تو بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ بعض بچے ہر وقت کام کرتے ہیں ہر بات سنتے ہیں اور بعض بچے کرتے کچھ نہیں بس شاباش چاہتےہیں آپ جب بھی جس نے کام کیا اس کو شاباش دینا چاہتے ہیں وہ بھی بھاگ کر آتے ہیں۔ پرانے زمانے کی کوئی بات ضرور کہہ دیں گے فلاں کام' میں نے بھی تو کیا تھا نا ماما' میں نے بھی تو کیا تھا نا بابا' تو انسان کی فطرت میں ہے کہ ان کو شاباش چاہیئے کہ ان کی تعریف ہو تو یہاں پر اللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالی فرماتے ہیں کہ یہ اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں کی تعریف انہیں حاصل ہو جوفی الواقع انہوں نے کیئے ہی نہیں تو حقیقت میں ان کے لئے دردناک سزا ہے یہاں سے ایک بات یہ پتہ چلتی ہے کہ جب بھی انسان کوئی کام کرے اور وہ کام نیک ہو تو اس کو خود سے تعریف نہیں مانگنی چاہیے کہ میں فلاں نیک کام کروں اور پھر وہ اہتمام کرے کہ لوگ اس کی تعریف کریں یہ اور بات ہے کہ وہ نہ چاہے اور لوگ اس کی تعریف کریں اگر خود سے کوئی اس کی تعریف کر دے تو یہ دوسری بات ہے یعنی وہ نہیں چاہتا اس نے ایسی کوئی خواہش نہیں کی لیکن اس کے باوجود بھی لوگ اس کی تعریف کر لیں تو پھر یہ کہ یہ اللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالی کی طرف سے اس کو انعام ہے جو ملا ہے

ایک طرف اللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالی علم دین چاہتے ہیں کہ دین کو پھیلایا جائے لوگوں تک پہنچایا جائے پھر **دوسری** بات یہ ہے کہ جب یہ کام کیا جائے تو پھر اس بات کا انتظار نہ کیا جائے کہ لوگ تعریف کے پل باندھیں لوگ شاباش دیں اور لوگ کہیں کہ آپ کی وجہ سے ہدایت ہر طرف پھیل رہی ہے لوگ ہدایت پا رہے ہیں اور نیک بن رہے ہیں تو کیا ہے کہ عاجزی اور انکساری ہونی چاہیے اور پھر بعض اوقات یہ چیز تو نہیں ہونی چاہیے جو کیا ہی نہیں تو اس میں ہمیں شاباش ملے جس نے کیا ہے یہ اسی کا مقام ہے یہ اسی کا حق ہے اگر کوئی اس کو شاباش دیتا ہے اس کی تعریف قلب کرتا ہے تو یہ اللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالی کی طرف سے اس کو انعام ملا ہے**وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا** اچھی بات بعض اوقات بعض لوگ کرتے نہیں ہیں لیکن وہ اتنا پروپیگنڈا کرتے ہیں جو کبھی ایک دفعہ کیا ہوتا ہے نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ لوگ شاباش دیں اور واہ واہ کریں تو ایسے لوگوں کو اللہ کے ہاں کچھ نہیں ملے گا **بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ** تو

ایسے لوگوں کو اللہ کے ہاں کیا ملے گا **وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ** دردناک عذاب ملے گا اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے اخلاص ہونا چاہئے جو کام بھی کریں اللہ کے لئے کریں ہمیں سستی شہرت نہیں مانگنی چاہئے بلکہ کیا کرنا چاہئے اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالى کے لئے کرنا چاہئے اور اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالى اس بات سے بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالى کے ہاں اس کا کیا اجر ملے گا اور کیا مجھے اس کا مقام ملے گا

189
وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ:
زمین اور آسمان کا مالک اللہ ہے اور اس کی قدرت سب پر حاوی ہے۔

اللہ کے لئے ہے زمین اور آسمان کی بادشاہی **وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے،جو لوگ بھی انکار کرتے ہیں اور دنیا کے فائدے چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ زمین اور آسمان کی بادشاہی ،زمین اور آسمان کی خدائ وہ تو میری ہےتو تم اپنے اندر اخلاص پیدا کر کے مجھ سے مانگو اور میں ہر چیز پر قادر ہوں جو چاہے تمہیں عطا کروں تو ہمیں سستی شہرت نہیں مانگنا چاہیئےبلکہ اللہ کے لئے کرنا چاہیئےاور اس بات سے ڈرنا چاہیئےکہ مجھے اس نیکی کا اللہ کے ہاں کیا اجر ملے گا کیا مقام ملے گا پھر اس کے بعد جو اگلی آیات شروع ہوتی ہیں احادیث میں ان کی بڑی فضیلت ہے۔

190:
إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

ترجمہ:
زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں اُن ہوش مند لوگوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں۔

رسولﷺ کے بارے میں یہ بات آتی ہے کہ۔ **إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** سے لے کر آخری آیت **وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** یہ آیات پڑھا کرتےجب رات کو تحجدکے لئے اُٹھتے اور اس کے بعد وضوفرماتے **روایت صحیح بخاری**
رسولﷺ کا معمول تھا **إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** اس کا **شان نزول** کیا ہے**؟** کہتے ہیں
ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں اور محدث ابنِ عسا کر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ راوی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تَعَالى عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور کہا کہ رسولﷺ کے حالات میں جو سب سے زیادہ عجیب چیز آپ نے دیکھی ہو مجھے بتائیے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تَعَالى عنہا نے فرمایا آپ کس کی شان پوچھتے ہو آپ نے رسولﷺ کی آپ کون سی شان پوچھتے ہو کون سی بات پوچھتے ہو ان کی تو ہر شان ہر بات ہی عجیب تھی ہاں ایک واقعہ عجیب سناتی ہوں وہ یہ کہ رسولﷺ ایک رات میرے پاس تشریف لائے اور لحاف میں میرے ساتھ داخل ہو گئے پھر فرمایا اجازت دو کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کروں بستر سے اٹھے وضو

فرمایا، پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور قیام میں اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو سینہ مبارک پر بہہ گئے آپ سوچیں کہ لحاف کو چھوڑنا اور لیٹے ہونا پھر رکوع فرمایا اور سجدے میں بھی اس قدر روئے پھر سر اٹھایا اور مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی حضرت بلال رضی اللہ تَعَالی عنہ آئے اور رسول ﷺ کو نماز کی اطلاع دی حضرت عائشہ رضی اللہ تَعَالی عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول ﷺ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں آپ کیوں گریہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں تو آپ نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں اور شکریہ میں گریہ زاری کیوں نہ کروں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آج کی شب مجھ پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی ہے **إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** اس کے بعد آپ نے فرمایا بڑی تباہی ہے اس شخص کے لئے جس نے ان آیتوں کو پڑھا اور ان میں غور نہیں کیا تو آئیے یہ آیات جو ہیں وہ دیکھتے ہیں جو میرا اور آپ کا زندگی کا سرمایہ ہیں۔ **إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ** زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوش مند لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ یہاں پر جو اہم بات ہے وہ کیا ہے کہ اللہ رب العزت یہ بات بتا رہے ہیں کہ زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں عقل مند لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں تو **خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** سے مراد کیا ہے؟ تو خلق سے مراد تو ہے پیدا کرنا اور آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اللہ کی بڑی نشانیاں کیا ہیں؟ اس میں تمام مخلوقات اور تمام مصنوعات داخل ہو جاتی ہیں جو آسمان اور زمین کے اندر ہیں پھر مخلوقات میں بھی قسم قسم کی مخلوقات پھر ان کے بھی خواص اور کیفیات جو علیحدہ علیحدہ ہیں پھر ہر مخلوق اپنے خالق کی پوری طرح نشان دہی کر رہی ہے اور اگر آپ زیادہ غور کریں تو آپ کو یہ چیز سمجھ میں آتی ہے کہ **السَّمَاوَات** میں تمام بلندیاں شامل ہیں جتنے آسمان ہیں اور جتنی اللہ کی مخلوق ہے اور **الْأَرْضِ** میں تمام پستیاں داخل ہیں تو مطلب کیا ہے؟ تمام رفعتوں کا خالق بھی اللہ تمام پستیوں کا خالق بھی اللہ اور**وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ** اس سے کیا مراد ہے؟ اختلاف کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ ایک جائے اور دوسرا آئے رات اور دن کا اختلاف یعنی رات جائے اور دن آئے دن جائے تو رات آئے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد زیادتی اور کمی ہے سر دیوں میں راتیں طویل ہو جاتی ہیں اور دن چھوٹے ہو جاتے ہیں اور گرمیوں میں اس کے برعکس ہوتا ہے رات اور دن میں ایک مطابقت ہے مثلا وہ لوگ وہ ممالک جو قطب شمالی سے قریب ہیں ان میں دن زیادہ طویل بہ نسبت ان شہروں کے جو قطب شمالی سے دور ہیں ان امور میں اللہ تعالی کی قدرت کاملہ ہے تو کیا کرنا چاہئے؟ ان چیزوں پر غور و فکر کرنا چاہئے اور اللہ تعالی نے جو چیزیں بنائی ہیں ایسے تو نہیں بنا دیں

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

کیا کر؟ غور و فکر کرنا چاہئے سوچنا چاہئے کہ اللہ نے آسمان کیوں بنایا اللہ نے زمین کیوں بنائی اور ان سب چیزوں کی تخلیق میں اللہ تعالی کیا چاہتے ہیں؟ آپ دیکھئے کہ زمین اس کا محور سیدھا نہیں ہے جھکا ہوا ہے اور اس کے ساتھ چاند کا محور بھی جھکاہوا ہے مریخ کا محور بھی جھکاہوا ہے خود سورج کا محور بھی جھکاہوا ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اسی نسبت زاویئے سے ایٹم کے اندر بھی نیوٹران اور الیکٹران کے مابین وہی نسبت ہے جو سورج اور اس کے گرد چکر لگانے والے سیاروں کے درمیان پائی جاتی ہے تو آپ دیکھ لیں کہ نظام شمسی یہ پورا جو آسمان ہے اور اس کا جو نظام ہے

کہتے ہیں کہ ایٹم کو دیکھیں کہ اس کا الیکٹرون گھڑی کی سوئی کی حرکت کے برعکس گھومتا ہے اوپر کی جانب دائیں سے بائیں کی طرف حرکت کرتا ہے زمین بھی اسی طرح سے طرز پر گھومتی ہے سورج بھی گھڑی کی سوئیوں کے برعکس گھومتا ہے بلکل اسی طرح چاند اور دوسرے سیارے پر گھومتے ہیں پھر دیگر سیارے اور جتنا ان کا مجموعہ ہے اور نظام شمسی سب اسی پر وہ حرکت کر رہے ہیں اور تمام ذرات کائنات کے ان پر غور کرنا چاہئے پھر آپ دیکھیں کہ ستارے جو ہیں ان کے اندر با قاعدہ یا بے قا عدہ بدلتی پوزیشنیں کیا کہتی ہیں ستاروں پر اگر نظر دوڑائیں تو دنیا حیرت میں ڈوب جاتی ہے کہ تیزی اور تندی کے ساتھ وہ چکر لگاتے ہیں لیکن ان کے اندر ایک توازن پایا جاتا ہے ایک نظم و ضبط ہے اور جوں جوں آپ دیکھتے چلے جاتے ہیں اور آپ کو خود اس بات کا اندازہ ہوتا ہے ڈاکٹر آف سائنس یہ کہتے ہیں کہ سورج کی روشنی کا بہت بڑا حصہ خلا میں پھیل جاتا ہے اور اس کی ایک چھوٹی سی کسک زمین پر آتی ہے اور اسی سے ہوائیں چلتی، گھٹائیں بنتی، دریا بہتے، پودے اٹھتے، اور ذی حیات زندہ رہتے ہیں نظام شمشی کب سے قائم ہے ہمیں کوئی علم نہیں ہمیں تو اتنا ہی پتہ ہے کہ زندگی کسی نہ کسی شکل میں شروع ضرور تھی البتہ ذہن اور دماغ کہیں نظر نہ آتے تھے تو کیا کرتے ہیں لوگ کہ وہ اس چیز پر سوچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس خلا کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کروڑوں لہریں بیک وقت روشنی کی رفتار سے ہر سمت جا رہی ہیں اور ایک دوسرے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتیں ان کا طول جدا جدا ہوتا ہے اسی خلا سے روشنی بھی گزرتی ہے اگر ہم ایک 100واٹ کا بلب دس گھنٹے کیلئے جلائیں تو بجلی کا ایک یونٹ خرچ ہوگا اور اس کے لئے ہمیں کم از کم تیس پیسے دینی ہوں گی یہ بجلی کا کچھ وزن بھی ہوتا ہے حساب لگایا گیا کہ ایک واٹ بجلی خریدنے کے لئے اگر ہمیں 50 کروڑ ڈالر خرچ کرنے پڑیں گے تو سورج ہر روز 100 ٹن روشنی زمین کو دیتا ہے اس کی قیمت 15 کروڑ ملین ڈالر بنتی ہے سورج یہ کام پچھلے 10 ارب سال سے کر رہا ہے اور نہ جانے کتنے ارب سال اور کرتا رہے گا کوئی ہے جو روشنی کی قیمت کا اندازہ لگا سکے اگر کسی دن آسمان والے اہل زمین کے سامنے روشنی کا بل پیش کریں اور ساتھ ہی دھمکی دے دیں اگر فلاں تاریخ تک یہ بل ادا نہ ہوا تو کائنات کی تمام روشنیاں بجھا دی جائیں گی تو اے زمین والو بتاؤ کیا کروگے آپ کائنات پر غور کرتے ہیں تو آپ دیکھئے اسی طرح اونٹ اور ہاتھی کو نہ دیکھئے بلکہ ان باریک رنگین اور اڑتی مکھیوں کو بھی دیکھئے جو پھول اور پھلوں کے پاس ملتی ہیں نہ ان کی ٹانگیں نظر آتی ہیں نہ منہ نہ سر لیکن مکمل ہوتی ہیں چھوٹا ہونے کے باوجود کائنات کی تخلیق کا بہترین شاہکار ہیں پھر آپ صرف کہکشائیں، ستارے، وغیرہ اور انہی کو نہ دیکھیں اس کے علاوہ اگر آپ پودوں کو دیکھیں ایک عجیب پیچیدہ فیکٹری ہے اس میں پتے، شاخیں، پھول اور خوش ذائقہ پھل پل رہے ہیں عجیب بات ہے کہ اس کے پاس اپنے جیسی مزید فیکٹریاں بنانے کا سمان موجود ہے بہت سے بیچ آم کی گھٹلی سے آم، مالٹے کی بیچ سے مالٹا ، گائے کے پیٹ سے بچھڑا، پیدا ہونا تخلیق کا عجیب اعجاز ہے وہ کونسی قوت ہے جو شیر کے بچے کو شیر بناتی اور آم کے پودے کے ساتھ آم لگاتی یہ کیسے ہوتا ہے اور ماں کے پیٹ میں انسان کا بچہ پرورش پاتا ہے تو یہ سب چیزیں کیا ہیں **إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں لوگوں غور و فکر کرو **وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ** اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوش مند لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں یہ تفکر کرنا یہ تدبر کرنا یہ غور و فکر کرنا یہ کیوں ضروری ہے اس کے بارے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ غور و فکر افضل عبادت ہے حضرت حسن بن عامر رضی اللہ تَعَالی عنہ کہتے ہیں میں نے بہت سے صحابہ سے سنا سب یہ فرماتے تھے ایمان کا نور اور روشنی تفکر ہے حضرت سفیان بن عینیہ رحمت اللہ علیہ کہتے تھے کہ غور و فکر ایک نور ہے جو

تیرے دل میں داخل ہو رہا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تَعَالی عنہ نے فرمایا کہ ایک بزرگ کا گزر ایک عابد زاہد کے پاس سے ہوا جو ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی ایک طرف قبرستان تھا اور دوسری طرف گھروں کا کوڑ کباڑ گزرنے والے بزرگ نے کہا دنیا کے دو خزانے تمہارے سامنے ہیں عابد زاہد کو کہا ایک انسانوں کا خزانہ جس کو قبرستان کہتے ہیں دوسرا مال و دولت کا خزانہ جو فضلات اور گندگی کی صورت میں ہیں یہ دونوں خزانے عبرت کے لئے کافی ہیں، یعنی وہ انسان جو ستاروں پہ کمندیں ڈالتا تھا وہ دارا ،وہ سکندر ، وہ کہاں گئے منوں مٹی کے نیچے چلے گئے اور وہ انسان جو کھانا کھاتا ہے جس کے لئے کتنی محنت مشقت کرتا ہے وہ کیا بن جاتے ہیں وہ کوڑے اور گندگی کا ڈھیر بن جاتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تَعَالی عنہ نے اپنے قلب کی اصلاح کے لئے شہر سے باہر کسی ویرانے کی طرف نکلتے وہاں پہنچ کر کہتے **این اھلک** اے شہر تیرے بسنے والے کہاں ہیں پھر خود ہی جواب دیتے **كُلُّ شَىْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ** اللہ تعالیٰ اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے تو یہ تفکر کیوں کیا جائے آخرت کی یاد آئے، موت کی یاد آئے، انسان اپنے اعمال کی درستگی کی فکر کرے حضرت حسن بصری رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں **تَفکَّرُ سا عَةٍ خَیرُ مِن قیامِ لیلَةٍ** یعنی ایک گھڑی آیات قدرت میں غور کرنا پوری رات کی عبادت سے بہتر اور زیادہ مفید ہے تو جب انسان غور و فکر کرتا ہے تو کیا ہوتا ہے کہ اس کو پتہ جاتا ہے کہ زندگی کی حقیقت کیا ہے حضرت بشرحافی رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں تفکر کرتے تو اس کی معصیت نہ کرتے اس کی نافرمانی نہ کرتے تو وہ لوگ جو کہ غور و فکر کرتے ہیں تو وہ کیسے کرتے ہیں۔

191:
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ:
جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے، ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں (وہ بے اختیار بو ل اٹھتے ہیں) "پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے پس اے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالاَ رْضِ اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی جو ساخت ہے جو بناوٹ ہے اس میں غوروفکر کرتے ہیں یہاں پر جو بات کہی جارہی ہے وہ کیا ہے یہ جو اٹھتے ، بیٹھتے اور لیٹتے یہ غور و فکر کرتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہوتا جب وہ اللہ کو یاد نہ کریں جب وہ تفکر نہ کریں اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں وہ کرتے ہیں غور و فکر اور اللہ کو یاد، تو یہ جو یاد کرنا ہے اللہ تعالی نے یہ نہیں کہا کہ **الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ كَثِيْرَ** اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے یہ نہیں کہا بلکہ کیا کہا کہ عبادت کی کثرت کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ کہا کہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے جس بھی حال میں ہیں وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اللہ کا ذکر کرتے ہیں معنی یہ ہیں کہ عقل والے وہ تب ہی بنیں گے جب اللہ کو پہچانیں ہر وقت اور ہر حال میں جوانی میں، جب زندگی کے بہترین دن ہوں تب بھی یاد کرنا ہے ، میں امریکہ میں تھی اور کسی کی شادی ہوئی اور ایک لڑکا فجر کی نماز با جماعت میں اول صف میں تھا تو جماعت میں جو لوگ نماز کیلئے آئے تھے وہ حیران ہوئے اور ایک

دوسرے سے اس کا مذاق کر رہے تھے کہ تم یہاں ، تو اب آپ دیکھیں کہ یہ ہے عبادت کہ خوشی کے موقع پر، رنگینی کے موقع پر بھی وہ اپنے اللہ تو نہیں بھولا جماعت کی اول صف میں کھڑاایک مثال ہے ۔اور بھی زندگی میں بہت سی مثال ہیں کہ جب خوشیاں ہوتی ہیں، جب سہرے لگتے ہیں، جب دلہن بنتی ہیں، جب پارٹیاں ہوتی ہیں، جب آپ بڑے سرور میں ہوتے ہیں، یعنی ہر وقت ہر جگہ اللہ کو یاد کرنا تو یہ ہے زندگی کا معیار، یہ ہے عبادت کی اصل چیز کہ کبھی بھی کسی لمحے بھی اللہ کو بھولا نہ جائے اور پھر اس میں یہ چیز بھی آتی ہے کہ وضو ہو یا بے وضو ہو، صحتمندی ہو یا بیماری ہو، جوانی ہو یا بڑھاپا ہو، ساری چیزیں اس میں شامل ہیں **وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** آسمان و زمین کی پیدائش پر پھر وہ غور و فکر کرتے ہیں اور تفکر اور تدبر اور اس کی فضیلت ابھی آپ نے سمجھی کہ وہ کتنی ضروری ہے اور کتنی اہم ہے کیونکہ جب انسان سوچتا ہے جب غور و فکر کرتا ہے تو پھر کیا ہے؟ کہ پھر وہ زندگی کی حقیقت کو پا لیتا ہے پھر وہ آخرت کی تیاری کرنے لگتا ہے یہ امام شفیق بلخی رحمت اللہ کے پاس ایک شخص گیا اور کہنے لگا کہ مجھے نصیحت کریں پوچھا کہ تیرا باپ زندہ ہے یا مردہ کہا کہ وہ مر چکا ہے کہا کہ پھر اس کے بعد تجھے نصیحت کرنا فضول ہے کہ جو اپنے باپ کی موت سے عبرت نہ لے اس پر غور و فکر نہ کرے اور اپنی موت کی تیاری نہ کرے اب اور تجھے کیا نصیحت کروں توجب وہ غور و فکر کرتے ہیں اللہ کو یاد کرتے ہیں تو پھر خود بخود ان کی زبان سے کچھ جملے نکلتے ہیں پھر کیا ہوتا ہے کہ خود بخود چند درخواستیں اور دعائیں جو ہیں وہ ان کی زبان پر آ جاتی ہیں پھر وہ اللہ کے سامنے اپنے دامن کو پھیلاتے ہیں، اپنی جھولی کو پھیلاتے ہیں ،اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہیں اور کیا کہتے ہیں **رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا** کہ ہمارے رب تو نے جویہ نظام بنایا ہے اس کو باطل نہیں بنایا تو نے اس کو جھوٹا نہیں بنایا **سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ** انکی **درخواست** ہوتی کہ اے پروردگار ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے یعنی تو ہم پر آگ کا عذاب نہ کرنا کیا کر ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے تو پہلی فکر ان کو کیا ہوتی ہے کہ جب کائنات کے نظام کو بنانے کا مقصد ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جب حساب کتاب لیں گے تو پھر ہمارا ساتھ کیا بنے گا تو وہ غور و فکر کرتے ہیں غور و فکر کرنے کے لئے وہ کیا کرتے ہیں کہ ان کو ایک ہی بات کی فکر ہوتی ہے کہ اللہ کے ہاں ہمارا کیا مقام ہوگا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے بچا لے **فَقِنَا عَذَابٌ النَّار** کہ پہلی ان کی درخواست یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کی عذاب سے بچا پھر **دوسری درخواست** ان کی کیا ہے۔

192
رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ

ترجمہ:
تو نے جسے دوزخ میں ڈالا اسے در حقیقت بڑی ذلت و رسوائی میں ڈال دیا، اور پھر ایسے ظالموں کا کوئی مدد گار نہ ہوگا

کہ اے پروردگار جس کو تو نے آگ میں داخل کر دیا تو در حقیقت اس کو ذلت و رسوائی میں ڈال دیا اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے اب دیکھئے کہ **اولو الالباب** کی صفت کیا ہے ان کی دعا کیا ہے، ان کی فکرمندی کیا ہے، وہ یہ چاہتے ہیں کہ حشر کے میدان میں کہیں رسوا نہ ہو جائیں بعض علماء یہ لکھتے ہیں کہ میدانِ حشر کے اندر رسوائی ایک ایسا عذاب ہوگا کہ آدمی یہ خواہش کرے گا کہ کاش اسے جہنم میں ڈال دیا جائے اور اس کی بدکاریوں کا چرچہ اہلِ محشر کے سامنے نہ ہو ایک ہوتا ہے کہ

کوئی غلطی یا زیادتی ہو جانا ایک ہوتا ہے اس کی سزا ملنا اور دنیا میں ایک ہوتا ہے کہ رسوائی ہو جائے تو یہاں پر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ انہیں یہ فکر ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تو ہمیں نہ صرف یہ کہ آگ سے بچا بلکہ یہ کہ ذلت اور خواری سے بھی بچا اور آپ کو پتہ ہے آگ کے 70 درجے ہیں اور جس میں سے69 جہنم کے لیے ہیں اور ایک درجہ دنیا میں ہے تو 69 درجے زیادہ ہوئی ، اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کے لیے فرماتے ہیں کہ کوئی مددگار ہے ہی نہیں اب اس کے بعد وہ اگلی درخواست کیا کرتے ہیں ان کی **تیسری درخواست** کیا ہے۔

193
رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ

ترجمہ:
مالک! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے رب کو مانو ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی، پس اے ہمارے آقا! جو قصور ہم سے ہوئے ہیں ان سے درگزر فرما، جو برائیاں ہم میں ہیں انہیں دور کر دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر

رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي کہ ہمارے رب ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ ایک پکار لگا رہا تھا کتنا خوبصورت انداز ہے کہ اللہ سے باتیں ہیں جیسے بچہ بڑی محبت سے اپنی ماں سے باتیں کرے اور انسان اپنے رب سے باتیں کر رہا ہے کہ اے ہمارے رب ! ہم نے ایک پکارنے والے کی پکار کو سنا وہ کیا کہتا تھا **لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ** وہ پکار رہا تھا ایمان کے لئے **أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ** لوگوں اپنے رب پر ایمان لے آؤ کسی اور کا رب نہیں **بِرَبِّكُمْ** تمہارا رب وہ رب جس نے تمہیں اندھیروں سے اندھیر کوٹھری سے نکال کر وجود دیا ، تمہیں پالا پوسا، تمہیں ترقیاں دیں، تمہیں پھل پھول لگائے، لوگو! تم اس پر ایمان لے آؤ تو ہم نے کیا کیا ہے **فآمنا** تو ہم اس پر ایمان لے آئے تو جب ہم اس پر ایمان لے آئے تو اب آپ ہمارے ساتھ اے ہمارے رب کیا کیجئے؟ **رَبَّنَا فَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا** اے ہمارے رب ! ہمارے گناہوں کو بخش دے **وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا**اور جو برائیاں کی ہیں انہیں ہم سے دور کر دے **وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَار** اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر تو اب آپ دیکھیں کہ اب یہاں پر خاص طور پہ تین ایسی درخواستیں ہیں جو کہ تینوں کی تینوں عذاب اور تکلیف کو دور کرنے والی ہیں **پہلی چیز** کیا ہے **فَغْفِرْ لَنَا** کہ ہم ایمان لے آئے اور جو کمی بیشی ہے اے اللہ بس تو ہمیں بخش دے اور آپ کو پتہ ہےکہ سچا ایمان جب انسان لاتا ہے تو اس کے سارے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو بخشش کی دعا ہے سارے گناہ ہمارے بخش دے **دوسری بات** کیا ہے کہ جو برائیاں ہم سے ہوئی ہیں انہیں ہم سے دور کر دے**وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا** جو بھی ہم سے برائیاں ہوئی ہیں چھوٹی ہوئی ہیں، بڑی ہوئی ہیں، جان بوجھ کر کی ہیں، بھول کر کی ہیں ، تو اے اللہ تو ہمیں ان سے بچا لے **تیسری چیز** کیا ہے **وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَار** اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر یہ وہ دعا ہے میری بہنوں جو اللہ کے رسولوں نے بھی مانگی ہے ، پیغمبروں نے بھی مانگی ہے ،حضرت یوسف علیہ السلام اور وہ بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں کیا دعا کرتے ہیں۔
دعا:
سورۃ یوسف کی آیت 101

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ

اے آسمان و زمین کے بنانے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا ولی اور کار ساز ہے تو مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں موت دے اور نیکو کاروں سے ملا دے۔

تو نیک لوگوں سے دوستی کرنا اور نیک لوگوں کے ساتھ مرنے کے بعد ان کا ساتھ مل جائے تو یہ دعا ما نگنا چاہیے۔

سورۃ النسآء

اَنْعمْتَ عَلَيْهِم تو سورۃ النساء میں ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے انبیاء ہیں ، شہداء ہیں، صالحین ہیں اور صدیقین ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی نے انعام کیا ہے تو ان کے لئے انسان پھر دعا کرتا ہے اللہ تو مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملا دے ابھی آج ہی کوئی پوچھ رہا تھا کہ علاج بتائیں کہ سستی نہ رہے تو علاج یہ ہے کہ صحبتِ صالح تلاش کریں نیکیوں کی محفلوں میں انسان جائے، نیک لوگوں سے دوستی رکھے، ایسے لوگوں سے جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے اور جن کی وجہ سے انسان نیکیوں کی طرف چلنے لگے اور جو تنگی میں مصیبت میں بیماریوں میں ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں تو یہ وہ دعا ہے جو ہمیں بھی کثرت سے مانگنی چاہئے اور اس کے لئے کوششیں بھی کرنی چاہئے کہ ہم خود' **ابرار** 'میں شامل ہوں یعنی دنیا میں بھی نیک ہوں اور جب ہمیں موت آئے تو اللہ کے عہد و پیمان پر آئے ، اصل روح یہاں پر ابرار اس میں وفاداری کی روح ہے ادائے حقوق و فرائض ہیں اللہ کے ہوں اور اللہ کے بندوں کے ہوں تو ان لوگوں میں اللہ ہمیں شامل کر دے آمین

194

رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ

ترجمہ:

خداوندا! جو وعدے تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے کیے ہیں اُن کو ہمارے ساتھ پورا کر اور قیامت کے دن ہمیں رسوائی میں نہ ڈال، بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں ہے"

اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ اپنے وعدے پورے کرے گا یعنی یہ پکی بات ہے کہ انشاء اللہ اپنے وعدے پورا کرے گا تو جب انسان ایسا کرتا ہے تو اس کا کیا مطلب ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان یہ چاہتا ہے کہ اے اللہ تُو تو اپنے وعدے پورے کرے گا ہی تُو اپنے وعدوں کے خلاف تو نہیں کرتا تُو ہمیں ان لوگوں میں شامل کر دے جن سے تُو اپنے اچھے وعدے پورے کرے گا تُو ہمیں ان وعدوں کا مصداق بنا اور ہمارے ساتھ ان کو پورا کر- ہمیں نیکی کی توفیق عطا کر کہ ہم ان وعدوں کوپورا کریں اورجو انعامات تُو اپنے نیک بندوں پر کرے گا ان خوش قسمت لوگوں میں ہم بھی شامل ہو جائیں یہ بہت پیاری دعا ہے یعنی ایسا نہ ہو کہ دنیا میں ایمان لائے اور پھر کچے پکے مسلمان رہے بہترین مسلمان نہ بنے تو دنیا میں بھی لوگ مذاق اڑاتے رہے اور حشر میں بھی ہمیں رسوائی مل جائے کہیں ایسا نہ ہو ، وہ وعدے پورے کر جو رسولوں کے ذریعے کئے کہ آخرت ، جنت، فوزالعظیم کی نعمت جو ہمیں ملنے والی ہے وہ ہمیں مل جائۓ تو جب اللہ سے درخواست کی جاتی ہے یہ دعائیں مانگی جاتی ہیں اور خوبصورت طریقے سے مانگنا کیونکہ **فَآمَنَّا**کہہ کے انسان نے اپنے آپ کو اپنے

رب کے آگے پیش کر دیا اپنی کوتاہیوں کا بھی ذکر کر دیا اپنی ذمہ داریوں کا بھی ذکر کر دیا پھر اللہ تعالی مظلوموں اور کمزوروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔
افلا ک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر۔

195
فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۖ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ

ترجمہ:
جواب میں ان کے رب نے فرمایا، "میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں خواہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو لہٰذا جن لوگوں نے میری خاطر اپنے وطن چھوڑے اور جو میری راہ میں اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور میرے لیے لڑے اور مارے گئے اُن کے سب قصور میں معاف کر دوں گا اور انہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ اُن کی جزا ہے اللہ کے ہاں اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے"

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ ان کے رب نے ان کی بات کا ان کا جواب دیا ان کی دعا کو سن لیااللہ تعالیٰ نے کیا کہا **أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ** میں تم میں سے کسی کاعمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں خواہ مرد ہو یا عورت کون ہو**بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ** تم سب میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو یعنی تم سب انسان ہو میری نگاہ میں یکساں ہو میرے ہاں یہ دستور نہیں ہے کہ عورت اور مرد، آقا اور غلام، کالے اور گورے ،اونچ اور نیچ کے انصاف اور اصول ،اور فیصلے کے معیار الگ الگ ہوں یہ الگ بات ہے اب آگے آپ سورۃ النساء میں بھی پڑھیں گی کہ مرد اور عورت میں جو فرق ہے کچھ پہلے بھی آپ نے سورۃ البقرہ میں پڑھا کہ مرد قوام ہے کسب و معاش کی ذمہ داری اس پر ہے کسب و معاش کی ،جہاد میں حصہ لینا، اسی طرح وراثت میں اس کو عورت سے زیادہ جو حصہ ملا ہے، اس کی بنا پر لوگ یہ نہ سمجھیں کہا اعمال کی جزا بھی ایسے ہی ملے گی کہ مرد اور عورت میں فرق کیا جائے گا نہیں ایسا نہیں ہوگا ہر نیکی کا اجر جو ایک مرد کو ملے گا تو وہی ایک اجر عورت کو بھی ملے گا یعنی دونوں کو ان کی نیکیوں کا اجر ان کےاعمال کے مطابق ہوگا **بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ** تم سب ایک دوسرے کی اولاد ہو، تم سب ایک دوسرے کی جنس میں سے ہو، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہو ، مرد میں سے عورت اور عورت میں سے مرد یعنی دونوں ایک جنس میں سے ہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کی اولاد ہیں دونوں گوشت پوست سے بنے ہیں اب یہ بات غلط ہے کہ مرد عورت کی نسبت اس کا درجہ یا مقام اونچا ہے اگر اس کی نیکیوں کا اجر زیادہ ہوتا تو پھر یہ بات تھی، وہ تو دنیا کا ایک انداز ہے کہ مرد کیا کام کرے اور عورت کیا کام کرے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالٰی نے مرد کو اس کی نیکیوں پر زیادہ درجہ دیا ہے کیا کہا**فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ** اب یہاں پر اللہ تعالٰی بتا رہے ہیں کہ کن لوگوں کی دعائیں میں قبول کرتا ہوں، کون میرے پسندیدہ لوگ ہیں، کن کو میں پسند کرتا ہوں ،ان کے عمل میں ضائع نہیں کروں گا تمہاری دعائیں تو میں قبول کرلوں گا اور کر رہا ہوں، لیکن کن کی ؟

پہلی ان کی خوبی یہ ہے کہ ایمان تو لائے پیچھے کہاتھا نا **اٰمَنُوْا** ایمان لانے کے بعد—- کرنے کا کام کیا تھا جنہوں نے میری خاطر اپنے وطن چھوڑے یعنی ہجرت کی ،ہجرت کیا ہے؟ دین اسلام کے لیے ایک زمین سے دوسری زمین میں منتقل ہو جانا جیسے مکہ سے
رسولﷺ نے مدینہ ہجرت کی جیسے انڈیا سے لٹے پٹے مسلمانوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کی تو اللہ تعالٰی کے راستے میں ہجرت کرنا اور یہ بھی ہجرت ہے کہ گناہوں سے نیکیوں کی طرف ہجرت کی جائے ، دوسری خوبی کیا ہے **وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ** جو میری راہ میں اپنے گھروں سے- نکال دئیے گئے جو مسلمان لٹے پٹے مدینہ پہنچے تھے انہوں نے اپنے مال سے بھرے گھر، اپنے کاروبار، اپنی بستیاں، اپنی حویلیاں چھوڑ دی تھیں -
میں چھوٹی تھی اور میری دادی رویا کرتی تھیں انڈیا کو یاد کر کے تو کہتی تھیں کہ ایک دم سکھ آگئے تھے اور اتنی زمین تھی اور اتنا زیور تھا اور اتنی چیزیں تھی اور پھر چیزیں وہاں رہ گئیں اور پھر ہجرت کر کے جب آئے تو زیور بھی پھیکنے پڑے اور سمندر میں بھی چھلانگ لگانا پڑی بہت سے لوگوں نے ایسے واقعات پڑھے ہوں گے اور کچھ لوگوں کے وہیں لوگ شہید ہو گئے کچھ کے لوگوں کو سکھ اٹھا کر لے گئے تو یہ ہجرت تو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھی جو ہمارے بڑے بزرگ لوگ ہیں ہمارے ماں باپ وہ بھی ہجرت کر کے آئے تو اللہ کی محبت میں دینِ اسلام کے لیے وہ اپنے گھروں سے نکال دئیے گئے اور مکہ کے مہاجروں نے ایسے ہجرت کی اور بعض صحابہ نے تو دو دو ہجرتیں کی حبشہ کی طرف بھی کی اور پھر مدینہ کی طرف بھی کی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تَعَالٰی عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے رسولﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے سلسلے میں عورتوں کا نام نہیں لیا کہتے ہیں کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ عورتوں کا نام نہیں لیا گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے یہ تو پیچھے ہے نا **بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ** تو یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے حبشہ کی طرف بھی ہجرت کی اور مکہ کی طرف ہجرت کی بڑی سخت ہجرت تھی ان کے شوہر جب ہجرت کر کے جا رہے تھے تو وہ ان سے الگ کر لیے گئے تھے، بیٹا ان سے چھین لیا گیا تھا کتنا عرصہ وہ اپنے بیٹے سے جدا رہیں اور اس کے بعد رویا کرتی تھیں ایک ٹیلے کے پاس آکر جہاں پر وہ اپنے شوہر سے جدا ہوئی تھیں پھر وہ جب ہجرت کے لیے نکلیں تو کسی نے جا کے سمجھایا چھوٹے سا جو بچہ تھا اس کے ددھیال والوں کو کہ وہ ماں ہے اور وہ روتی ہے تو پھر انہوں نے وہ بچہ دیا تو تن تنہا اور چھوٹے سے بچے کے ساتھ انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور بہت بھی بہت سے صحابیات اور صحابہ کی ہجرت بڑی سخت ہے اور وہ میری راہ میں اپنے گھروں سے نکالے گے اور ستائے گے اور آج بھی فلسطین کے مسلمانوں کو دیکھ لیں شام کے مسلمانوں کو دیکھ لیں افغانستان کے حالات دیکھ لیں جہاں پہ حسن ہے کشمیر کو دیکھ لیں کشمیر کی وادی ،وادیاں اور کوہسار ، وہاں کی شہزادیاں، وہاں کا حسن وہاں گولے برستے ہیں وہاں دھواں ہے، وہاں بم ہیں، وہاں عزتیں لٹتی ہیں ہے کیا ہے امت مسلمہ کے مختلف ممالک کے حالات دیکھ لیں کہ اللہ کے راستے میں لوگ نکلے اور ستائے گئے. **وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي** اور ان کو اذیت دی گئی۔ **وَقَاتَلُوا** اور وہ میرے لئے لڑے **وَقُتِلُوا** اور میرے لئے مارے گئے، تو جنہوں نے یہ سارے کام کیئے تو میں کیا کروں گا **لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ** ان سب کے قصور میں معاف کر دوں گا ،پیچھے گناہوں کی معافی مانگی تھی لوگوں گناہوں کی معافی تب ملتی ہے جب اس کے لئے ساتھ ساتھ کوشش بھی کی جائے پوری کوشش کرنے کے بعد پھر اللہ تعالٰی سے استغفار اور دعائیں کرنا اور خالی دعا اور استغفار کرنا اور عملوں کو نہ بدلنا اور نیکیوں کی کوشیش نہ کرنا تواللہ ایسے استغفار کو قبول نہیں کرتا کہ غیبت کرتے جانا اور کہنا اللہ معاف کر دے، شوگر ہو گئی ہے آم کھاتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں شوگر

تو ہو گئی ہے پھر میٹھا کھاتے جاتے ہیں تو شوگر سے بچنے کے لئے پھر کیا ہے آم چھوڑنے پڑیں گے کتنے ہی پسند کیوں نہ ہوں گناہ کتنے ہی اچھے کیوں نہ لگتے ہوں اللہ کی خوشنودی کے لئے توبہ استغفار کے لئے، اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے لئے، اپنے اوپر جو گناہوں کی ہم نے گٹھڑیاں رکھی ہوئ ہیں ان کو بخشوانے کے لئے پھر کیا کرنا ہوگا ہجرت اور اللہ کے راستے پر محنت اور مشقت، اللہ کے راستے پر جہاد، اور دعائیں کرنا پھر دامن کو پھیلانا ،عاجزی اور انکساری کچھ بھی نہیں ہوں میں اے رب !اللہ تعالٰی کیا کہتے ہیں کہ میں ان کے گناہوں کو، قصوروں کو، معاف کر دوں گا اور قصوروں کی معافی کتنا بڑا تحفہ ہے اور اس کے بعد پھر کیا ملے گا **وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ** کہ ان کو ضرور بہ ضرور داخل کیا جائے گا تاکید در تاکید ہے **جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ** ایسی جنتوں میں ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی **ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ** یہ اللہ کی طرف سے ثواب ہے جو ان کو ملے گا یعنی انہوں نے جو عمل کیئے ہیں عمل کے رد عمل کے طور پر ان کو اجر ملے گا ان کے پاس خیر اور شر دونوں کی گنجائش تھی لیکن انہوں نے اچھا رد عمل دکھایا تو اللہ تعالٰی نے بھی جواب میں لازوال انعامات اور ثواب کا اعلان کر دیا تو رب کریم نے بندوں کے اعمال کی قدر بڑھائی ان کی حوصلہ افزائ کی اور کہا**وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ** اور اللہ کے پاس تو اور زیادہ اچھا ثواب ہے یعنی تمہارے عمل کا بدلہ کیا تمہیں دیا جائے اللہ کے پاس تو حُسنِ ثواب کے خزانے ہیں وہ داتا جس کو جتنا چاہے عطا کرے اس کے پاس لوگوں کیا کمی ہے تم اللہ سے مانگتے ہو اور اللہ تعالٰی تو تمہیں بہت نوازنے والا ہے بہت عطا کرنے والا ہے **حُسْنُ الثَّوَابِ** کہاں تمہارے عمل اور کہاں اچھاثواب یعنی ان میں تو کوئی نسبت ہی نہیں ہے تو کیا کرنا چاہیے کوشش کرنی چاہیے، محنت کرنی چاہیے، اللہ ہماری محنتوں سے کہیں بڑھ کر دینے والا ہے اور جنت ہمارے اعمال کا بدلہ نہیں ہے وہ تو اللہ تعالٰی کا فضل ہے کہ ہمیں جنت ملے گی یہ اللہ تعالٰی کی توفیق سے یعنی ایسا نہیں ہے کہ اعمال کی وجہ سے ملے گی اس لیے تو پیارے رسولﷺ بھی یہ دعا مانگا کرتے تھے **اللَّهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا** کہ اگر انسان سے پوچھا جائے اگر انسان کا حساب کتاب ہو تو انسان مارا گیا۔

196

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ

ترجمہ:

اے نبیﷺ ! دنیا کے ملکوں میں خدا کے نافرمان لوگوں کی چلت پھرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے

اب اللہ تعالٰی مسلمانوں کو ایک اہم سبق پڑھاتے ہیں اور عام خطاب کر کے کہتے ہیں کہ دنیا کے ملکوں میں کافروں کی جو چلت پھرت ہے وہ تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے تم تو ایمان لائے ہو اور محنت کر رہے ہو اور آزمائشوں کی چکی میں پیسے جا رہے ہو تو کہیں دھوکے میں نہ پڑ جانا کہ عام لوگ بڑے ترقی کر رہے ہیں کیا ہے؟ **لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ** اے نبی ﷺ دنیا کے ملکوں میں خدا کے نافرمان لوگوں کی چلت پھرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈال دے یہ کیا ہے؟ کافر زیادہ لگتے ہیں نا کہ عیش و عشرت کر رہے ہیں اچھے گھر اچھی گاڑیاں بڑی ترقی ہے تو اللہ تعالٰی کیا کہتے ہیں؟

مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ

ترجمہ:
یہ محض چند روزہ زندگی کا تھوڑا سا لطف ہے، پھر یہ سب جہنم میں جائیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔

پھر اللہ تعالٰی کیا کہتے ہیں **مَتَاعٌ قَلِيل** یہ محض چند روزہ زندگی کا تھوڑا سا لطف ہے **ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ** پھر یہ سب جہنم میں جائیں گےجو بدترین جائے قرار ہے

مفہوم حدیث

بخاری مسلم کی روایت ہے ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسولﷺ کو چٹائی پر لیٹے ہوئے دیکھا رسولﷺ کے پہلو پر چٹائ کے نشان تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تَعَالی عنہ یہ دیکھ کر رونے لگے تو عمر فاروق رضی اللہ تَعَالی عنہ کو پیارے رسولﷺ نے کیا فرمایا اے عمر کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کہ رہے تھےکہ قیصر و کسریٰ کے باشاہ دنیا کے مزے لوٹیں اور دو جہاں کا شہنشاہ اس حال میں تو کیا فرمایا ! کہ ان کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت تو دنیا کی رنگینیاں، رعنائیاں یہ کفر اور ان کی ترقیاں دیکھ کر لوگو دل چھوٹا نہ کیا کرو کہ ان کے پاس تو گھر ہیں تو اب ہم بھی سود پر کیوں نہ گھر لے لیں ہم بھی غلط کام کیوں نہ کر لیں تو **مَتَاعٌ قَلِيل** یہ بہت تھوڑا ہے ساری دنیا مل جائے تو یہ کیا ہے کہ یہ **مَتَاعٌ قَلِيل** بہت تھوڑا ہے متاع ہے بہت تھوڑا سامان ہے اور رسولﷺ کی حدیث سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ جتنی بھی دنیا ہے یہ کیا ہے آخرت کے مقابلے میں یہ بہت تھوڑی سی ہے جیسے دنیا میں ہے یہ پوری دنیا جنت کے مقابلے میں جیسے کوڑا رکھنے کی جگہ ہے بعض لوگ کہتے ہیں کوڑا وہ بھی بہت حقیر چیز ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ کوڑا یعنی اس سے بھی زیادہ حقیر ہے کچھ بھی نہیں ہے دنیا ایک پانی کی بوند یا بوند کا بھی ایک حصہ جو انسان کی انگلی کو لگ جاتا ہے یہ ہے دنیا **مَتَاعٌ قَلِيل**

مفہوم حدیث

ایک دفعہ رسولﷺ صحابہ کے ساتھ جا رہے تھے آپ نے ایک بکری کا مردہ بچہ دیکھا جس کے کان کٹے ہوئے تھے آپ نے صحابہ سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی اس کو ایک درہم میں خریدنا پسند کرے گا صحابہ نے کہا ہے کہ نبی ﷺ ہم میں سے کوئی مفت بھی اس کو لینا پسند نہیں کرتا تو ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر اور ذلیل ہے جتنی تمہارے سامنے یہ کان کٹا مردہ بکری کا بچہ ہے اس سے بھی زیادہ حقیر ہے تو آپ سوچیں پھر اس دنیا کی وجہ سے ہم لڑ تے ہیں کبھی شوہر سے ،کبھی رشتے داروں سے ،کبھی بہن بھائیوں سے مال ، دولت، حسب، نسب، عزت،**ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ** پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا ۚ **وَبِئْسَ الْمِهَادُ** اور بہت برا ٹھکانہ ہے اس دنیا کی وجہ سے ہم لڑتے ہیں تو اصل چیز کیا ہے۔

198
لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ

ترجمہ:
برعکس اس کے جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے ہیں ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ کی طرف سے یہ سامان ضیافت ہے ان کے لیے، اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہی سب سے بہتر ہے۔

لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ جو اپنے رب سے ڈریں جو متقی ہوں جو گناہوں کو چھوڑ دیں یہ ہے لوگوں کی اصل دولت۔ آپ نے اب تک قرآن میں جس چیز کو بار بار پڑھا وہ کیا ہےوہ تقوی ہی تو ہے، اور غزوۂ احد کی پوری کلید اور چابی وہ بھی تو یہی بتائی گئی اللہ کا ڈر اللہ کا خوف اور یہاں پر یہی بات ہے کہ لوگوں! اصل چیز دنیا نہیں ہے اور تقلب نہیں ہے دنیا کی چلت پھرت یہ تو **مَتَاعٌ قَلِيلٌ** ہے اصل چیز تو **اتَّقَوْا رَبَّهُمْ** اپنے رب کا ڈر ہے یہ ہے اصل دولت پھر ملے گا کیا **لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا** جو لوگ اللہ تعالی سے ڈر کر زندگی بسر کرتے ہیں ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے دنیا میں یہ بڑا دھڑکا لگا رہتا ہے کہ یہ گھر چھن نہ جائے، یہ جاب چھوٹ نہ جائے، یہ چہرے پہ جھریاں نہ آ جائیں، یہ بھوری اور نیلی آنکھیں یہ کہیں خراب نہ ہو جائیں ،تو انسان یہی ڈرتا رہتا ہے کہ جوانی پرانی نہ ہو جائے، حسن فنا نہ ہو جائے، جو بھی چیزیں ملی ہیں دل چاہتا ہے ہمیشہ کے لیے ہوں یہ چیزیں اور سب چیزیں پھر انسان کتنی احتیاط کرتا ہے لیکن یہ یاد رکھیں یہ دنیا کا مال کچھ بھی نہیں ہے اصل چیز کیا ہے **خَالِدِينَ فِيهَا** جنت میں جب ملے گی تو وہاں کی نعمتیں، آسائشیں ،سہولتیں اور وسائل وہ ابدی ہیں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہ رب العزت فرماتے ہیں **نُزُلًا مِّنْ عِندِاللَّهِ** یہ ہے اللہ کی طرف سے سامان ضیافت اللہ کی طرف سے یہ مہمان نوازی ہے جو اللہ تعالی عطا کرے گا تو یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی اگر کسی امیر گھرانے میں کوئی چلا جائے تو حیران ہو جاتا ہے جہاں پھولا نہیں سماتا کہ فلاں کے گھر گئے اور کوئی عورت کسی کے گھر گئی اور کہہ رہی تھی کہ ایسا گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا تو یہی ہم کہتے ہیں ایسا گھر، ایسا دسترخوان، ایسے کھانے، تو اللہ تعالی کیا کہتے ہیں کہ آپ سوچو تو سہی کہ اللہ کی مہمان نوازی کیسی ہے **نُزُلًا مِّنْ عِندِاللَّهِ**

199
وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ

ترجمہ:
اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اوراُس کتاب پربھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی، اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں، اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا

یہ جو آیت ہے نہ199 اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئ جو اچھے تھے، یہودیوں میں سے بھی ،اور عیسائیوں میں سے بھی جو نیک تھے یا مسلمان ہوئے

اللہ تعالٰی فرماتے ہیں اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں **لَمَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ** جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں **وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ** اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئ **وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ** اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئ تھی **خَاشِعِينَ لِلَّهِ** اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں **لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا** اور اللہ کی آیات کو تھوڑی قیمت پر بیچ نہیں دیتے یہ کون لوگ تھے ۔کہتے ہیں کہ اس آیت کا

شانِ نزول

بخاری اور مسلم سے ملتا ہے کہ جب شاہ حبشہ کا انتقال ہوا توآپﷺ نے صحابہ کو بتایا پھر آپ ﷺ**میدان** میں گئے اور حبشہ کا جو نجاشی تھا اس کے لئے صحابہ کے ساتھ مل کر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور آپ ﷺ**نے** اپنے صحابہ سے کہا کہ اے میرے صحابہ اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو تو بعض منافقین نے کہا محمد ہمیں ایک کالے موٹے حبشی کے لئے دعائے مغفرت کا حکم دیتا ہے تو منافقین نے اس طرح مذاق اڑایا اور کہتے ہیں کہ پھر یہ آیت نازل ہوگئی اسی طرح کہتے ہیں اچھی صفات رکھنے والے یہودیوں میں دس سے کم رہے سیرت سے پتہ چلتا ہے لیکن نصاریٰ میں زیادہ لوگ اچھے ہوئے تو اللہ تعالیٰ ان کی تعریف کی کہ اللہ پر اپنی کتاب پر بھی اور تمہاری کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی آیات کو بیچتے نہیں ہیں کیا مطلب ہے کہ ان میں بھی برے لوگ تھے جن کا ذکر آپ تفصیل سے پڑھ چکی ہیں پوری سورۃ البقرہ اور آل عمران میں اور ساتھ ہی ان میں اچھے لوگ بھی تھے تو اچھے لوگوں کی یہاں اللہ تعالیٰ تعریف کر رہا ہے کیا فرمایا ! **أُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ** ان کا اجران کے رب کے پاس ہے **إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ** اور اللہ تعالٰی حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا یعنی اللہ تعالیٰ ان کا جو اجر ہے ان کو ادا کرے گا اور ان کو جو بھی ان کی نیکیاں ہیں اس کا بدلہ دے گا۔

200

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

ترجمہ:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلہ میں پا مردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے

اور یہ جو آخری آیت ہے یہ پوری سورۃ آلِ عمران کا نچوڑ ہے اے لوگوں جو ایمان لائے ہو صبر سے کام لو اور باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ حق کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ فلاح پاؤگے تو یہاں پر یہ آخری آیت جو ہے اس میں تمام بنیادی باتیں جمع کر دی گئی ہیں جو شریعت کے حقوق ادا کرنے کے لئے اور مشکل حالات سے نمٹنے کے لئے ضروری تھیں جن میں مسلمان گھرے ہوئے تھے تو **پہلی** چیز کیا کہی گئی **صبر** کرو کیونکہ جب انسان صبر کرتا ہے تو پھر کیا ہے پھر ساری تکلیفیں برداشت کرتا ہے اور اگر صبر نہ کرے تو چھوٹے سی چھوٹا حق

بھی ادا نہیں کرسکتا تو ضروری کیا ہے کہ جو بھی تمہیں آزمائشیں پیش آرہی ہیں اندرونی یا بیرونی مسلمانوں سے یعنی منافقوں سے یا کافروں سے تو صبر کرو۔

دوسری چیز کیا ہے **وَصَابِرُوا** اس کے معنی ایک تو یہ ہیں کہ دوسرے لوگوں کو صبر کی تلقین کرنا جیسے سورۃالعصرمیں بھی ہے **وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ** حق بات کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرنا یعنی خود ثابت قدم رہنا دوسروں کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرنا اور مصابرت میں **تیسری** چیز یہ آتی ہے کہ کافروں کے مقابلے میں ثابت قدمی دکھائی جائے اور اعلیٰ کردار ہو کیونکہ جنگوں میں جو فتح ہوتی ہے اخلاق اور کردار پر ہوتی ہے اسلحے پر نہیں ہوتی اور پھرتیسری چیز کیا بتائی **وَرَابِطُوا** اس کا مرابطہ اس کے معنی ہے کہ دشمن کا مقابلہ کرنا اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنا یعنی جہاد کے لیے تیار رہنا ،چوکی پر پہرہ دینا، مورچے پر رہنا، اپنی مملکت کی حفاظت کرنا، سب اس میں شامل ہیں۔

مفہوم حدیث

رسول ﷺ نے فرمایا! اللہ کی راہ میں ایک دن مورچے پر رہنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کو ایک کوڑا رکھنے کے برابر جنت میں جگہ مل جائے تو دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اور شام کو جو آدمی اللہ کی راہ میں جہاد میں چلے یا صبح کو تو دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ **روایت بخاری**

مفہوم حدیث

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا ! ایک دن رات پہرہ دینا ایک ماہ کے روزے اور قیام سے بہتر ہے اگر وہ پہرہ دینے میں شہید ہو گیا تو اس کا یہ عمل برابر جاری رہے گا اور اس کو اس پر اجر دیا جائے گا اور وہ فتنوں سے امن میں رہے گا۔ **روایت امام مسلم**

تو فقہاء رباط کو جہاد فی سبیل اللہ سے بھی زیادہ اہمیت دیتے ہیں یعنی ایک تو ہے جہاد کرنا اور ایک ہے رباط رباط کیا ہے؟ یعنی چوکی پر پہرہ دینا اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا، جہاد تو غیر مسلموں سے کیا جاتا ہے اور رباط یہ ہوتا ہے کہ خود مسلمانوں کی حفاظت کی جائے یہ بہت ضروری ہے اور مدنی دور میں ابتدائی سالوں میں مدینہ کے ارگرد رہنے والے جو مشرکین اور یہودی تھے اور جو کافر تھے ان سے جو مسلمانوں کو خطرہ رہتا تھا رسول ﷺ کو تو ہر وقت صحابہ پہرہ دیا کرتے تھے تو یہ اسی طرف اشارہ اور آج کے دور میں بھی آپ دیکھیں کہ مسلمان اپنی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں اور یہ بہت ضروری ہے کہ رباط کیا جائے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ سرحدوں کی حفاظت کیلئے ضروری ہے کہ جنگی گھوڑے تیار رکھے جائیں اب تو گھوڑوں کی جگہ کہتے ہیں کہ ٹینک اور ہوائی جہازوں نے لے لی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ وہ آیت ہے جو ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ایٹم بم بنانا چاہئے یعنی اخلاقی تیاری بلکہ ساتھ ساتھ مادی تیاری بھی کرنی چاہیئے **وَرَابِطُوا** کہ اگر دشمن بنا رہا ہے تو تمہارے پاس بھی ہونا چاہیے اچھا بعض لوگ جو **وَرَابِطُوا** لفظ ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اس سے مراد کیا ہے کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا تو یعنی ربط نمازوں کے اندر ربط ،تو اس کا بھی بہت اجر ہے پھر اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو رشتے ہیں ان کو قائم رکھا جائے **رَابِطُوا** ربط، صلہ رحمی ،رشتے ناطے، حقوق اور آداب یعنی ان کے ساتھ احسان کا رویہ اختیار کیا جائے، تو آپ دیکھ لیں کہ سورۃ البقرہ میں آپ نے رشتے ناطوں کی اور معاشرتی زندگی کی جو اہمیت پڑھی اور یہ پورا نچوڑ ہے کہ وہ قائم رہنے چاہئیں وہ ٹوٹنے نہیں چاہئیں اور آپ دیکھیں کہ اس میں ماں باپ کو ،آپ کو اس کا بہترین کردار ادا کرنا چاہیے کہ کہیں کمی بیشی ہی نہ ہو جائے اور **چوتھی** چیز کیا کہی **وَاتَّقُوا اللَّهَ** اور اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہو اور سورۃ البقرہ میں بھی آپ نے یہ پڑھی تھی، تقوی اور یہاں پر بھی کیا ہے کہ اللہ تعالٰی کی مقرر کردہ

تمام حدود کو اخلاص کے ساتھ ادا کرنا، ان کی نگرانی کرنا ،یہ تقوی ہے اور یہ تقوی پورے دین کا خلاصہ ہے، تقوی پورے دین کا نچوڑ ہے اور یہ ہمارے اندر ہونا چاہیئے یہاں پر اس چیز کی طرف توجہ دلائی گئی ہےکہ تقویٰ اختیار کیا جائے **لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** امید ہے کہ تم فلاح پاؤ جاؤ گے۔

مفہوم حدیث

اور یہ جو میں نے رابطہ کرنا را بط میں ،میں نے جو نماز کا کہا اس سلسلے میں حدیث ہے کہ یعنی ناگواری کے حالات میں مکمل وضو کرنا، مسجدوں میں زیادہ دور سے چل کر آنا ،اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا ،اس کو رباط کہا جاتا ہے **۔ روایت مسلم**

تو **صبر**، دوسروں کو **صبر کی تلقین،** اور یہ **رابطہ** ،اور **تقوی** یہ وہ چار بنیادی صفات ہیں انفرادی اور اجتماعی زندگی میں جس کی وجہ سے ہمیں فلاح مل سکتی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم آج الحمدللہ سورۃ آل عمران مکمل ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو قبول کر لے اور اللہ تعالی ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا کرے اور ہم اس سورۃ کا جو نچوڑ ہے کہ **تقوی** اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا ڈر اور خوف عطا کرے کہ پوری زندگی تقوی کی زندگی بن جائے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ نشْهَدُ آَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا آَ نْتَ نسْتَغْفِرُ كَ وَ نتُوْبُ اِ لَيْكَ ،